بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

ربوہ

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | پیر ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ۲۳ وفا ۱۳۶۳ ہش ۲۳ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۶۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۱ وفا/جولائی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

سر درد کی شکایت ہے تاہم عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مومن کا پانی دعا ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا،

دعا کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے

انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے

"دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا..... بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا متولی ہو جاتا ہے اگر انسان اپنی زندگی پر غور کرے تو الٰہی تولّی کے بغیر انسانی زندگی قطعاً تلخ ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۵۹)

"غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جابجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹)

"اصلاحِ نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے، تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۶۸)

(باقی صفحہ پر)

حضرت سیدہ بوزینب بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

لاہور ۲۲ جولائی (بذریعہ فون)۔ حضرت سیدہ بوزینب بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی صحت بہت ناساز ہے۔ بائیں پھیپھڑے پر براؤنکوٹومونیہ کا اثر ہے جس کی وجہ سے سانس کی آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلسل بیماری کی وجہ سے خون میں ہیموگلوبین (سرخ ذرات) کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے۔ آج اور کل خون لگایا جائیگا مجموعی صورت حال تشویشناک ہے۔ سانس کی تکلیف روز بڑھ جاتی ہے۔ Section اور فزیوتھریپی ہو رہی ہے مگر بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری ہے۔

احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین

شریعت کورٹ کی کارروائی چھٹے روز بھی شریعت پٹیشن کی سماعت جاری رہی

لاہور ۲۲ جولائی۔ وفاقی شریعت کورٹ کے فل بنچ نے جو مسٹر جسٹس شیخ آفتاب حسین چیف جسٹس، مسٹر جسٹس فخر عالم، مسٹر جسٹس چوہدری محمد صدیق، مسٹر جسٹس مولانا ملک غلام علی اور مسٹر جسٹس مولانا عبدالقدوس صاحب قاسمی پر مشتمل ہے آج لاہور ہائیکورٹ کی عمارت میں چھٹے دن بھی شریعت پٹیشن ۱۰/۱/۱۹۸۴ کی سماعت جاری رکھی۔ یہ درخواست مسٹر مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ اور تین دوسرے

(باقی صفحہ پر)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۴ شوال ۱۴۰۴ھ
۲۳ وفا ۱۳۶۳ ہش

نفسِ امّارہ کی ہلاکت آفرینی اور اس کا انجام

جب کسی قوم کی غالب اکثریت نفسِ امّارہ کے غلبہ کے زیر اثر آجاتی ہے تو پھر اس میں معصیت اور اباحت جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ گناہوں کی کثرت اور معاشرتی برائیوں کی بھرمار پورے معاشرہ کو فساد زدہ بنا دیتی ہے۔ نفسِ امّارہ کے زیر اثر اٹھنے والے اس طوفانِ ضلالت کی ہلاکت آفرینیوں سے صرف وہی بچتے اور محفوظ رہتے ہیں جن پر خدا تعالیٰ رحم فرمائے اور یہ وہی سعید الفطرت لوگ ہوتے ہیں جو خدائی انذار پر کان دھر کر سلامتی کی راہ پر قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

انسانی زندگی کی اس اٹل حقیقت کا اعلان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے کرایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس اٹل حقیقت پر مشتمل ان کے قول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(یوسف آیت ۵۴)

یعنی انسانی نفس سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم کرے بُری باتوں کا حکم دینے پر بہت دلیر ہے۔ میرا رب کمزوریوں پر بہت پردہ ڈالنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں بیان کردہ حقیقت کی روشنی میں یہ امر بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کسی قوم میں معاشرتی برائیاں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی ہوئی ہوں اور گناہوں کی کثرت نے پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہو تو یہ صورتِ حال اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوگوں کی اکثریت کو نفسِ امّارہ نے مغلوب کر رکھا ہے اور وہ ان سے معاصی کا کھلے بندوں ارتکاب کروا رہا ہے اور اگر کچھ بندے نفسِ امّارہ کے غلبہ اور اس کی ہلاکت آفرینی سے محفوظ ہیں تو وہ وہی خوش نصیب ہیں جو خدائی آواز قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشمس آیت ۱۰) پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے نفس کے تزکیہ میں مصروف ہیں اور اہلِ خدائی آواز کے سننے کے متمنی ہیں کہ:۔

یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (الفجر آیات ۲۸ تا ۳۱)

یعنی اے نفسِ مطمئنہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ (اس حال میں کہ) تو اسے پسند کرنے والا بھی ہے اور خود اس کا پسندیدہ بھی ہے۔ پھر (تیرا ربّ تجھے کہتا ہے کہ) آ میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور آ میری جنت میں بھی داخل ہو جا۔

ایسے نفوسِ صافیہ جو نفسِ امّارہ کی تحریکات کا کوئی اثر قبول نہیں کرتے فساد زدہ ماحول میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں اور یہ نفوسِ عالیہ وہی ہوتے ہیں جن پر خدا تعالیٰ رحم فرماتا ہے اور وہ خدائی انذار پر کان دھر کر تزکیہ نفس کے مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول ہو جاتے ہیں۔

پھر ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق نفسِ امّارہ کی بے باکیاں، شوخیاں اور بے حیائیاں کسی طرح نہ رُکنے بلکہ پھیلتے ہی چلے جانے کی صورت میں اگر خدا تعالیٰ کسی ایسی قوم کو موردِ عذاب بنانے کا فیصلہ کرے تو وہ ان لوگوں کو بچا لیا کرتا ہے جن پر اس کی رحم کی نظر ہو اور یہ وہی ہوتے ہیں جو خدائی آواز پر کان دھر کر اپنے آپ کو نفسِ امّارہ کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ چنانچہ جب قوم نوح کی بے اعتدالیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے بالآخر خدا تعالیٰ نے اسے ہولناک طوفان کے ذریعہ ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا اور طوفان نے اس قوم کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے جو قوم کو عذاب سے ڈراتے چلے آرہے تھے یہی اعلان کیا:۔

لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۝

(ھود آیت ۴۴)

یعنی آج اللہ کے (اس عذاب کے) حکم سے کوئی بھی (کسی کو) بچانے والا نہیں (ہو سکتا) سوائے اس کے جس پر وہ (آپ) رحم کرے۔

یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ سورۂ یوسف کی آیت ۵۴ میں نفسِ امّارہ کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رہنے والوں کے لئے فرمایا اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اور قوم نوح پر آنے والے عذاب سے محفوظ رہنے والوں کی وضاحت اِلَّا مَنْ رَّحِمَ (ھود آیت ۴۴) کے الفاظ سے فرمائی۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ جب عذابِ الٰہی آتا ہے تو اس سے انہیں ہی بچایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو نفسِ امّارہ کی ہلاکت آفرینیوں سے بچانے کی پہلے ہی سے فکر کرتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدائی آواز پر لبیک کہہ کر نیکی اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ خدائی عذاب کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رہنے کی ایک ہی راہ ہے کہ انسان شہواتِ نفسانیہ کے طوفانوں سے اپنے آپ کو بچانے کی پہلے سے فکر کرے کیونکہ شہواتِ نفسانیہ کے یہ طوفان ہی بالآخر خدائی عذاب کی شکل میں متمثل ہوتے ہیں اور اس وقت تک متمثل نہیں ہوتے جب تک خدا تعالیٰ پہلے سے خبردار کرنے کا انتظام کر کے اصلاح کی مہلت نہ دے۔

بلا تبصرہ

حضرت نظام الدین اولیاء اور علمائے دہلی

ہفت روزہ "ایشیا" لاہور اپنے ۱۵ جولائی ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں "سیر و سفر" کے مستقل عنوان کے تحت برّصغیر کے بعض اولیائے کرام کے حالات درج کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مسلک پر ایک مرتبہ علمائے دہلی نے بڑے اعتراضات اٹھائے تو حضرت نے ہر جواب میں سندِ حدیث پیش کی۔ ایک مخالف عالم نے کہا تم مقلد ہو تم کو حدیث سے کیا مطلب۔ یہ سنکر حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا۔

وہ ملک کیونکر آباد رہے گا جس میں لوگوں کی رائے کو احادیث نبوی پر ترجیح دی جاتی ہو۔

جب اس مجلس سے خانقاہ واپس تشریف لائے تو اپنے مریدوں مولانا ضیاء الدین برنی، مولانا محی الدین کاشانی اور امیر خسرو سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

دہلی کے فقہا میری عداوت اور حسد سے بھرے ہوئے تھے۔ عداوت سے وہ ہمیشہ بہت سی باتیں کہتے تھے لیکن آج تعجب انگیز بات یہ دیکھی کہ استدلال کے موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثیں نہیں سنتے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ ہمارے شہر میں فقہی روایات پر عمل کرنا حدیث سے مقدم ہے۔"

(ہفت روزہ "ایشیا" جلد ۳۳ شمارہ ۲۸ بابت ۱۵ جولائی ۱۹۸۴ء ص ۸-۹)

مطالباتِ تحریک جدید - سادہ زندگی

"لباس کے متعلق بعض عام ہدایات میں دیتا ہوں۔ مثلاً یہ کہ جن لوگوں کے پاس کافی کپڑے ہوں وہ ان کے خراب ہو جانے تک اور کپڑے نہ بنوائیں۔ پھر جو لوگ نئے کپڑے زیادہ بناتے ہیں وہ نصف یا تین چوتھائی یا ۴/۵ پر آجائیں۔

(خطبہ جمعہ ۴ فروری ۱۹۴۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت فضلِ عمر نور اللہ مرقدہ کی کتاب کا خلاصہ حضور ہی کے الفاظ میں

تقدیرِ الٰہی

ذیل میں قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہ کی معرکہ آراء کتاب تقدیر الٰہی میں سے اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔ یہ اقتباسات اس انداز سے نکالے گئے ہیں کہ اس کتاب کا خلاصہ حضور ہی کے الفاظ میں آجائے۔ تاہم کامل استفادہ تبھی ہوسکتا ہے جب پوری کتاب پڑھی جائے۔ اس میں تمام حوالے اس کتاب کے ہیں

(مرتب:۔ مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر۔ وقفِ جدید۔ ربوہ)

(قسط دوم)

مسئلہ تقدیر کے صحیح نام

اصل میں قرآن شریف سے جو الفاظ ثابت ہیں وہ یہ ہیں۔ قدر، تقدیر، قضاء۔ تدبیر الٰہی اور ان کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے کسب اور اکتساب کے لفظ رکھے ہیں پس قرآن کریم کے رو سے اس مسئلہ کا نام تقدیر الٰہی اور اکتساب یا قدر الٰہی اور کسب یا قضاء الٰہی اور کسب ہوگا .....

اوّل تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے تقدیر الٰہی کے مقابلہ میں بندہ کے لیے کسب و اکتساب کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور یہ لفظ بندہ ہی کے لیے استعمال ہوسکتا ہے خدا تعالیٰ کے لیے نہیں استعمال ہوسکتا ..... (ص ۴۱)

مسئلہ تقدیر پر صرف لفظی ایمان لانا کافی نہیں

خدا تعالیٰ نے اس کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے اور جب یہ ایمان کی شرط ہے تو معلوم ہوا کہ ہمارے لیے مفید بھی ہے ورنہ اس پر ایمان لانا ضروری نہ ٹھہرایا جاتا ..... بلکہ روحانیت سے اس کا بہت بڑا تعلق ہے اور اس سے انسان کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ ایمانیات میں وہی باتیں داخل ہیں جن کا انسان کی روحانیت سے تعلق ہے اور جو روحانیت کی ترقی کا باعث ہیں پس تقدیر کا ماننا جب انسان پر فرض کیا گیا تو معلوم ہوا کہ روحانیت سے اس کا تعلق ہے اور اس سے روح کو فائدہ پہنچتا ہے ..... (ص ۴۳ - ۴۷)

تقدیر کی اقسام

تقدیر کئی قسم کی ہوتی ہے اور ان اقسام میں سے اس وقت چار قسمیں بیان کروں گا اور وہ چونکہ ایسی ہیں جو عام بندوں سے تعلق رکھتی ہیں اس لیے لوگ انہیں سمجھ سکتے ہیں۔

۱۔ تقدیر عام طبعی

یعنی وہ جو دنیا کے معاملات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہے یعنی آگ میں یہ خاصیت ہے کہ جلائے پانی میں یہ خاصیت ہے کہ پیاس بجھائے اور لکڑی میں یہ کہ جلے۔ تاگے میں یہ کہ جب اسے خاص طرز پر کام میں لایا جائے تو کپڑا بنے روٹی میں یہ کہ پیٹ میں جائے تو پیٹ بھر جائے یہ سب تقدیر ہے جو خدا کی طرف سے جاری ہے ..... یہ سب ایسے قانون ہیں جو عام طور پر جاری ہیں ان کا نام میں "تقدیر عام طبعی" رکھتا ہوں .....

۲۔ تقدیر خاص طبعی

یعنی بعض دفعہ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام نازل ہوتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کو دولت مل جائے فلاں چیز کو جلا دیا جاوے فلاں شخص کو مار دیا جاوے۔ فلاں کے ہاں بچہ ہو (خواہ اس کی بیوی بانجھ ہی کیوں نہ ہو) یہ احکام خاص ہوتے ہیں کسی عام طبعی قانون کے ماتحت نہیں ہوتے۔

۳۔ تقدیر عام شرعی

تیسری قسم تقدیر عام شرعی ہے مثلاً یہ کہ اگر انسان اس رنگ میں نماز پڑھے تو اس کا یہ نتیجہ ہو اور اس رنگ میں پڑھے تو یہ ہو۔ روزہ رکھے تو یہ خاص روحانی تغیر پیدا ہو۔

۴۔ تقدیر خاص شرعی

چوتھی قسم تقدیر کی تقدیر خاص شرعی ہے جس کے معنے ہیں کہ خاص طور پر کسی بندہ پر اللہ تعالیٰ فضل کرے جو بطور موہبت ہو جیسے کلام الٰہی کا نزول کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝

(الرحمن آیت ۱ تا ۲)

..... یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف تقدیر عام طبعی جسمانی تعلقات سے ظاہر ہوتی ہے اور دوسری تمام اقسام تقدیر کی خواہ تقدیر خاص طبعی ہو یا تقدیر عام شرعی اور تقدیر خاص شرعی ان سب کا ظہور روحانی تعلقات کی بنا پر ہوتا ہے یعنی ان کے ظہور کا باعث دنیوی اسباب نہیں ہوتے بلکہ وہ روحانی تعلقات جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ہوتے ہیں یا جو اللہ تعالیٰ کو بندہ سے ہوتے ہیں۔ پس یہ تقدیر یا مومنوں کی ترقی کے لیے ظاہر ہوتی ہے یا کافروں کی ذلت کے لیے یا عام لوگوں کے لیے بطور رحم کے۔

تقدیر کا ظہور

خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے نزول کے لیے خاص شرائط ہیں۔ درحقیقت یہ دھوکہ عجب سے پیدا ہوا ہے ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی کچھ ہیں جن سے خدا کام کراتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے خاص حکم خاص ہی لوگوں کے لیے ہوتے ہیں خواہ وہ خاص طور پر نیک ہوں خواہ وہ خاص طور پر بد۔ (ص ۴۷ تا ۴۹)

تقدیر خاص کی تفصیل

مختصر طور پر تقدیر کی اقسام بیان کرنے کے بعد اب میں کسی قدر ان کی تفصیل بیان کرتا ہوں

تقدیر عام:۔ چونکہ تقدیر عام خاص قواعد کے ماتحت ہوتی ہے اس لیے اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں .....

تقدیر خاص:۔ دو قسم کی ہوتی ہے۔

بعض اصولی قواعد کے ماتحت خدا تعالیٰ کی طرف سے احکام جاری ہوتے ہیں مثلاً یہ ایک قاعدہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر چھوڑا ہے کہ نبی اور نبی کی جماعت اپنے دشمنوں پر غالب آئے گی چنانچہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ (المجادلہ آیت ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے فرض کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول دشمنوں پر غالب آئیں گے۔

اور فرماتا ہے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (روم آیت ۴۸)

یہ ہم پر فرض ہے کہ ہم مومنوں کی مدد کریں۔

اب جبکہ انبیاء اور ان کی جماعتوں کو اپنے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے تو اس کو عام شرعی تقدیر کے ماتحت نہیں لاسکتے۔ کیونکہ یہ خاص حکم ہے جو ایک خاص اصل کے ماتحت جاری ہوتا ہے اور بسا اوقات امور طبعیہ اس کے مخالف پڑے ہوئے ہوتے ہیں

دوم:۔ وہ تقدیر خاص کہ وہ خاص خاص حالات اور خاص اشخاص کے متعلق جاری ہوتی ہے۔ اور کسی اصولی قاعدہ کے ماتحت نہیں ہوتی اس کی مثال وہ وعدہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح مکہ کے متعلق کیا گیا تھا ..... (ص ۵۰)

تقدیر کا تعلق اسباب سے

اب میں بتاتا ہوں کہ تقدیر جاری کس طرح ہوتی ہے۔ کیا خدا ایک شخص کی نسبت کہتا ہے کہ جل جائے تو وہ کھڑے کھڑے جل جاتا ہے اور وہیں اس کو آگ لگ جاتی ہے یا اس کے لیے کچھ سامان پیدا ہوتے ہیں؟۔ اس کے لیے یاد رکھنا چاہیئے کہ تقدیر اور اسباب کا تعلق بھی کئی طرح ہوتا ہے۔

(۱) تقدیر اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ اسباب شامل ہوتے ہیں۔ تقدیر عام طبعی ہمیشہ اسی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے آگ کا لگنا۔ آگ جب لگے گی انہی سامانوں کی موجودگی میں لگے گی۔ جن کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ خاصہ پیدا کیا ہے کہ وہ آگ پیدا کرتے ہیں .....

تقدیر خاص دو طرح سے ظاہر ہوتی ہے۔

۱۔ اوّل تو اسی طرح کہ اسباب اس کے ساتھ ہوں۔

۲۔ اس طرح کہ اسباب اس کے ساتھ نہ ہوں۔

وہ تقدیر خاص جس کے ساتھ اسباب شامل ہوتے ہیں آگے کئی طرح ظاہر ہوتی ہے۔

۱۔ یہ کہ اسباب نظر آتے ہیں اور پتہ لگ جاتا ہے کہ اس امر کے یہ اسباب ہیں اور ان میں تقدیر کا پہلو بہت مخفی ہوتا ہے یہ آگے پھر کئی طرح ظاہر ہوتی ہے۔

۲۔ اسباب بد کے مقابل میں اسباب نیک پیدا ہوجاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی گاؤں میں تھا جہاں کے نمبردار نے مخالفت کی وجہ سے اسے تکلیف دینی شروع کی۔ اب خدا نے کسی وجہ سے یہ فیصلہ کیا کہ اس بندہ کو تکلیف نہ پہنچے اس کے لیے ایک طریق یہ ہے کہ تحصیلدار کے دل میں خدا تعالیٰ اس کی محبت ڈال دے اور وہ اس سے دوستانہ میل ملاقات شروع کردے یہ دیکھ کر نمبردار خود بخود اس کی مخالفت سے باز آجائے گا کہ اس کا تو تحصیلدار سے تعلق ہے کہیں مجھ پر مقدمہ نہ وارد کردے۔

۲۔ یہ کہ جو اسباب بد ہوتے ہیں وہ نیک ہوجاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کا کوئی مخالف اس سے دشمنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہے اور اسے نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دے کہ وہ مخالف دوست بن جائے جیسا کہ حضرت صاحب کے ساتھ ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے وقت ہوا ہے .....

۳۔ تیسرا طریق تقدیر کے جاری ہونے کا یہ ہے کہ اسباب بد کے بد اثر سے اسباب پیدا کر کے اسے بچا دیا جاتا ہے ....

۴۔ چوتھے تقدیر اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اسباب بد کے مقابلہ میں سعی نیک کی توفیق مل جاتی ہے ..... یہ چار طریقے ہیں جن میں تقدیر خاص اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اسباب کے ذریعہ ہی سے تقدیر عام کو ٹلایا جاتا ہے اور اسباب نظر بھی آتے ہیں۔ (صفحہ ۵۲ - صفحہ ۵۴)

تقدیر کے ساتھ مخفی اسباب

دوسری صورت تقدیر کے ظاہر ہونے کی یہ ہے کہ اس کے لیے اسباب پیدا تو کئے جاتے ہیں لیکن وہ بہت مخفی ہوتے ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ نہ بتائے یا بہت غور نہ کیا جاوے ان کا پتہ نہیں لگتا اور اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بلا اسباب کے ظاہر ہوئی ہے مگر درحقیقت اس کا ظہور اسباب کی مدد سے ہی ہوتا ہے .....

حضرت شعیب (علیہ السلام) کو ان کے مخالفین کہتے ہیں۔ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ (ہود آیت ۹۲)

یعنی اگر تیری جماعت نہ ہوتی تو ہم تجھے ضرور رجم کر دیتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود خواہش کے حضرت شعیبؑ کو رجم نہیں کرتے تھے کیونکہ ڈرتے تھے کہ آپ کے رشتہ دار ناراض ہو کر بدلہ لیں گے ..... اس قسم کی تقدیر کی مثال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جنگ احزاب میں ملتی ہے جنگ احزاب کے وقت آپؐ کے دشمنوں نے بڑے زور شور سے حملہ کی تیاری کی تھی۔ مگر باوجود ان کی تمام کوششوں کے ان سے کچھ نہ بنا ..... غزوہ احزاب میں ایسے مخفی ذرائع سے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی تھی کہ خود مسلمان حیران رہ گئے تھے ....

(صفحہ ۵۶ - ۵۸)

تقدیر خاص بلا اسباب

اس تقدیر خاص کے علاوہ جس کے ظہور کے لیے اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرماتا ہے ایک تقدیر وہ بھی ہے جو بلا اسباب کے ظاہر ہوتی ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اوّل وہ تقدیر جس کا ظہور درحقیقت بلا اسباب کے ہی ہوتا ہے مگر کسی خاص حکمت کے ماتحت اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اسباب کو بھی شامل کر دیتا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حضرت صاحب کو الہام ہوا کہ احمدیوں کو بالعموم طاعون نہیں ہوگی مگر اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی کہا کہ جو ایسی شام کے بعد باہر نہ نکلیں اور کونین استعمال کریں یہ اسباب تھے مگر حقیقی بات یہی ہے کہ یہ تقدیر بغیر اسباب کے تھی .....

(۲) دوسری قسم اس تقدیر کی وہ ہے جس میں اسباب موجود بھی نہیں ہوتے اور ساتھ شامل بھی نہیں کئے جاتے یہ تقدیر صرف نبیوں اور مومنوں کے سامنے ظاہر ہوتی ہے۔ دوسروں کے سامنے نہیں ہوتی۔ کیونکہ دوسروں کے سامنے اگر یہ تقدیر ظاہر ہو تو وہ ایمان حاصل کرنے کے ثواب سے محروم رہ جائیں لیکن مومن جو ایمان بالغیب لا چکے ہیں ان کو ایمان بالشہادۃ اس تقدیر کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ خاص طور پر ایمان میں ترقی کرتے ہیں۔ اس قسم کی تقدیر کی مثال حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں آپ کے کرتہ پر چھینٹی پڑنے کا واقعہ ہے۔ (ص ۶۰ تا ۶۱)

تقدیر کا تعلق اعمال انسانی سے

تقدیر کبھی اعضاء پر بھی جاری کی جاتی ہے اور جس طرح بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جبر سے کام کراتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جبر سے کام لیتا ہے۔ جس میں انسان کا کچھ بھی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ محض ایک ہتھیار کی طرح ہوتا ہے یا مردہ کی طرح ہوتا ہے جس میں خود ہلنے کی طاقت نہیں ہوتی ... (صفحہ ۶۵)

چنانچہ حضرت عمرؓ کی زبان کو جب خاص الفاظ استعمال کرنے کا حکم ہوا تھا ان کی طاقت نہ تھی کہ دنیا کے کسی سامان کو بھی استعمال کر کے وہ اپنی زبان کو اس فقرہ (یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ یا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ یعنی اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جا۔ اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جا) کے بولنے سے روک سکتے یا اس کافر کے ہاتھ پر جب تقدیر جاری ہوئی کہ شل ہو کر تلوار اس سے گر جاوے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہ کر سکے۔ اس کی طاقت نہ تھی کہ اس کے خلاف کچھ کر سکے۔

لیکن یاد رہے کہ یہ دونوں تقدیریں جو اعمال پر یا زبان پر جاری ہوتی ہیں۔ یہ شرعی اعمال میں نہیں ہوتیں کیونکہ قیامت کے دن شرعی اعمال کی پرسش ہوگی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جبراً حضرت عمرؓ سے نمازیں نہیں پڑھوائیں اگر جبراً کیا تو یہ کیا کہ زبان پر جاری کرا دیا کہ ساریہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ (صفحہ ۶۷ تا صفحہ ۶۹)

تقدیر کے نزول کے وقت استعمال اسباب جائز ہے یا نہیں

جو تقدیریں کہ خود انسان کے قلب اور جوارح پر جاری نہیں ہوتیں بلکہ دوسروں پر جاری ہوتی ہیں یا اس کے جسم کے ایسے حصوں پر جاری ہوتی ہیں جن کا کام طبعی ہے اس کے ارادہ کے ماتحت نہیں ہے اس وقت ایسے اسباب کے استعمال کی طاقت ہوتی ہے۔

ایسی حالت میں پھر دو صورتیں ہوتی ہیں اوّل یہ کہ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تقدیر نازل ہوئی ہے دوم وہ حالت کہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی تقدیر نازل ہوئی ہے جب اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ تقدیر نازل ہوئی ہے اس وقت اگر یہ اسباب استعمال کرتا ہے تو اسے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تقدیر نازل کی ہے تو اس وقت اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں یا تو اس کو خود اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے بعض اسباب یا کل اسباب کے استعمال کرنے کا حکم ہوتا ہے یعنی تقدیر تو ہوتی ہے مگر ان اسباب سے معلق ہوتی ہے مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح پانا مقدر ہو چکا تھا۔ مگر وہ تقدیر معلق تھی جنگ کے ساتھ۔ پس ایسے وقت میں بندہ کے لیے فرض ہوتا ہے کہ بعض یا کل اسباب کو استعمال نہ کرے اگر کرے گا تو اس کو نقصان پہنچے گا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوگی اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ بندہ کو بتایا جائے کہ خدا تعالیٰ بغیر اسباب کے بھی کام کر سکتا ہے۔ (صفحہ ۶۸ تا ۶۹)

بعض حالات میں کیوں اسباب استعمال کرائے جاتے ہیں

اب یہ سوال ہوتا ہے کہ بعض حالات میں بندہ سے کیوں اسباب استعمال کرائے جاتے ہیں؟ بلا اسباب کیوں کام نہیں ہو جاتے؟ اس کے لیے یاد رکھنا چاہیئے کہ اوّل اگر ہمیشہ بلا اسباب کام لیا جاوے تو ایمان بالغیب جو حصول انعام اور ثواب کے لیے ضروری ہے باطل ہو جائے۔ علاوہ ازیں چونکہ بندہ کا عمل بھی خدا کے رحم کو جذب کرتا ہے اس لیے تقدیر بھی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ رحمت کے جذب کرنے کے لیے خدا تعالیٰ اسباب بھی استعمال کراتا ہے اسباب تقدیر کے راستہ میں نہ روک ہو سکتے ہیں اور نہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس کی کمزوری اور بے بسی جاذب رحمت ہو جاتی ہے۔

دوم:۔ اسباب سے کام لینے کا اس لیے بھی حکم ہے کہ بندہ پر اس کی سعی کی کمزوری ظاہر ہو۔ اگر بلا اسباب کام ہو جائے تو بہت دفعہ انسان یہ خیال کرے کہ اگر میں اس کام کو کرتا تو نہ معلوم کس طرح کرتا۔ جب وہ ساتھ ساتھ سعی کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی سعی کمزور ہے اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل کام کر رہا ہے ....

سوئم:۔ انسان کو محنت اور کوشش کا پھل دینے کے لیے تقدیر کے ساتھ اسباب کے استعمال کا بھی حکم دیا جاتا ہے۔ مثلاً صحابہ کرامؓ کو جنگوں کا ثواب ملا۔ اگر یونہی فتح ہو جاتی تو کہاں ملتا۔ وہ تقدیر محتاج نہ تھی صحابہؓ کی تلوار کی۔ مگر صحابہؓ محتاج تھے تقدیر کے ساتھ عمل کرنے کے تاکہ ثواب سے محروم نہ رہ جائیں ....

اب سوال ہو سکتا ہے کہ پھر بعض اوقات تقدیر میں اسباب سے منع کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کے لیے یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی خدا تعالیٰ مومن کو بغیر اسباب کے تقدیر کا اظہار کر کے اپنا جلال دکھانا چاہتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اس کی قدرت کے مقابلہ میں سب اسباب ہیچ ہیں اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(ص: ۷۰ تا ۷۳)

کیا تقدیر ٹل سکتی ہے؟

اب میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ کیا تقدیر ٹل سکتی ہے؟ اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ ہاں ٹل سکتی ہے۔ تقدیر کے معنے فیصلہ کے ہیں اور جو فیصلہ دے سکتا ہے وہ اسے بدل بھی سکتا ہے اور فیصلہ کر کے اس کو بدل دینا کمزوری کی علامت ہے جو خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جا سکتی۔

تقدیر کس طرح ٹل سکتی ہے؟

۱۔ تقدیر عام طبعی ٹل سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ اس کے مقابل میں ایک دوسری تقدیر کو جاری کر دیا جائے اور اس طرح اسے مٹا دیا جائے .....

۲۔ جس طرح تقدیر عام طبعی کو تقدیر عام طبعی سے ٹلایا جاتا ہے۔ اسی طرح اسے تقدیر خاص طبعی سے بھی ٹلایا جا سکتا ہے اگر کسی شخص کے خلاف دنیاوی اسباب جمع ہو رہے ہوں اور وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکتا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کا جاذب ہو کر اس کی خاص تقدیر کے ذریعہ سے اس کو ٹلا سکتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ ہے۔ ۳۔ جس طرح تقدیر عام طبعی تقدیر عام طبعی اور تقدیر خاص طبعی سے مل جاتی ہے۔ اس طرح تقدیر خاص۔ تقدیر خاص سے مل جاتی ہے۔ یہ اس طرح ہوتا ہے کہ کبھی ایک شخص کے لیے اس کے بعض حالات کے مطابق ایک خاص حکم دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے اندر تبدیلی کر لیتا ہے تو پھر اس حکم کو بھی بدل دیا جاتا ہے ..... خاص تقدیر کے خاص تقدیر سے بدلنے کی مثال آتھم کا واقعہ ہے .....

(ص: ۷۴ تا ۷۷)

(باقی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطالعہ قرآن

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

یونس: ۶۵

اللہ کی (فرمودہ) باتوں میں (قطعاً) کوئی تبدیلی نہیں (ہو سکتی)

حفاظت قرآن:- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۱۰)

اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اتارا ہے۔ اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

غلبۂ رسل:- كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ: ۲۲)

اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اللہ یقیناً طاقتور اور غالب ہے۔

غلبۂ دین:- يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (الصف: ۹، ۱۰)

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے موہنوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر (لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

قیام حق:- وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔ (یونس: ۸۳)

اللہ اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو قائم کرتا ہے گو مجرم (لوگ اس بات کو) ناپسند ہی کریں۔

ترقی پر ترقی:- وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ (الضحیٰ: ۵)

اور (اے محمدؐ اور محمدؐ کے سچے پیروکار! دیکھ تو سہی کہ) تیری ہر پیچھے آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہوتی ہے۔

آزادی ضمیر:- لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ (البقرۃ: ۲۵۷)

دین کے معاملہ میں جبر نہیں چلے گا۔

پیشگوئیوں کا پورا ہونا:- لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ (الانعام: ۶۸)

ہر ایک پیشگوئی کی ایک حد مقرر ہوتی ہے۔ اور تم جلد ہی (حقیقت کو) جان لو گے۔

اللہ کی جماعتیں:- فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ (المائدہ: ۵۷)

یقیناً اللہ کی جماعت ہی غالب (ہو کر رہنے والی) ہے۔

بالا رہنے کا دائمی وعدہ:- وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۱۴۰)

اور تم کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کرو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے۔

اللہ کی اٹل باتیں:- وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ۔ (الانعام: ۳۵)

اور اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔

قوموں کی تقدیر:- لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ (الرعد: ۱۲)

اس کی طرف سے اس (رسول) کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی (ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ) آنے والی (ملائکہ کی) ایک جماعت (حفاظت کے لئے) مقرر ہے جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ اللہ کبھی بھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی اندرونی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کے متعلق عذاب کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس (عذاب) کو ہٹانے والا کوئی نہیں ہوتا اور اس کے سوا ان کا اور کوئی (بھی) مددگار نہیں ہو سکتا۔

صبر کا پھل:- وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (الرعد: ۲۳)

اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا اور نماز کو باقاعدگی سے ادا کیا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپ کر (بھی) اور ظاہر (بھی) ہماری راہ میں خرچ کیا ہے اور (جو) بدی کو نیکی کے ذریعہ سے دور کرتے رہتے ہیں انہی کے لئے اس گھر کا (بہترین) انجام (مقدر) ہے۔

اللہ کی رفاقت:- اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ (النحل: ۱۲۹)

اور یاد رکھو کہ اللہ یقیناً ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ (کا طریق) اختیار کیا ہو اور جو نیکوکار ہوں۔

انبیاء کی قوموں کے ساتھ مساوی سلوک:- سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ (بنی اسرائیل: ۷۸)

یہ سلوک ہمارے اس سلوک کے مطابق ہوگا جو ہم نے تجھ سے پہلے (گذرے ہوئے) اپنے رسولوں (کی قوموں) کے ساتھ کیا تھا اور تو ہمارے طریق عمل میں کوئی فرق نہیں پائے گا۔

عظیم الشان کامیابی:- اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (یونس: ۶۳ تا ۶۵)

سنو! جو (لوگ) اللہ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں ان پر نہ کوئی خوف (مسلط) ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں (یعنی وہ لوگ) جو ایمان لائے اور تقویٰ کو (ہمیشہ) لازم حال رکھتے تھے ان کے لئے (اس) دنیا کی زندگی میں (بھی خدا کی طرف سے) بشارت (پانے کا انعام مقرر ہے) اور بعد والی زندگی میں بھی۔ اللہ کی (فرمودہ) باتوں میں (قطعاً) کوئی تبدیلی نہیں (ہو سکتی) یہی وہ کامیابی ہے جو بڑی (عظیم الشان (کامیابی) کہلا سکتی ہے۔

لجنات متوجہ ہوں!

شعبہ مال کے نو ماہی جائزہ سے معلوم ہوا ہے کہ بہت کم لجنات کی طرف سے چندہ اجتماع موصول ہوا ہے۔ براہ کرم تمام ایسی لجنات جنہوں نے ابھی تک یہ چندہ نہیں بھجوایا۔ جلد از جلد چندہ اکٹھا کر کے مرکز بھجوانے کی کوشش کریں۔

(سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

امراء کرام و صدر صاحبان کے لئے لمحۂ فکریہ

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سال نو کا تحریک جدید کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر آپ تلاش کریں تو آپ کو ایسے ہزارہا احمدی مل جائیں گے جو ابھی لازمی چندہ جات میں شامل نہیں ہوئے اور ہزارہا کو ان کے خاندانوں کی تعداد سے ضرب دیں تو وہ تعداد ایسی ہے جو تحریک جدید میں شامل ہو سکتی ہے۔"

وہ احباب جو تحریک جدید میں شامل نہیں انہیں شامل کیا جائے۔ (وکیل المال اول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلا تبصرہ

دین اور مذہب کے نام پر کئے جانے والے ناروا افعال

بھارت کے عالم محترم جناب ابوالحسن علی ندوی صاحب نے پچھلے دنوں کراچی میں اپنے مختصر قیام کے دوران بہادر یار اکیڈمی اور ترقی اردو کلب میں جو تقریریں کیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب ابن الحسن اپنے مضمون بعنوان "صحبتِ صالح ترا صالح کند" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"علی میاں صاحب ..... کراچی کے سامعین تک وہ باتیں پہنچا گئے جن کو اس دردمندانہ اور پُرخلوص انداز میں کہنے اور دھیمے مگر پُراثر طریقہ سے سامعین کے گوش گزار کرنے کی یہاں کسی کو توفیق نہیں ہوتی۔ یہاں جب تک فضا آواز کی گھن گرج اور الفاظ کی ثقافت (غالباً ثقالت۔ ناقل) و شوکت سے نہ لرزنے لگے تقریر کا حق ادا نہیں ہوتا۔ ایک یہ تقریریں تھیں (جناب ابوالحسن علی ندوی کی تقریریں۔ ناقل) کہ جن کے بعد سامعین سوچنے اور غور و فکر کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، خود اپنا محاسبہ کرنے اور اپنی کمزوریوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت محسوس کرنے لگے تاکہ حقیقتِ حال پر غور کر کے خود آگہی حاصل ہو سکے۔ کیونکہ ؎

نہ تھی حال کی اپنے ہمیں خبر رہے ڈھونڈتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

ایک وہ تقریریں ہوتی ہیں جو محراب و منبر سے کی جاتی ہیں اور لوگ سڑکوں پر نکل آتے ہیں، امن عامہ کو تہس نہس کر دیتے ہیں، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے، رفاہ عامہ کی سہولتوں کو مسمار اور تاراج کر دیتے ہیں، قتل و غارت گری، بربادی اور خرابی کے درپے ہو جاتے ہیں — اور یہ سب دین اور مذہب، عقائد و ایمانیات کے نام پر کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لادین اور لامذہب لوگوں کی طرح ایسے معصوم ذہن جنہیں ابھی دین کی اہمیت اور افادیت، اصلیت اور سچائی سے واقف ہونا باقی ہے، یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ شاید دین میں ہی کوئی ایسی خرابی ہے جو اس طرح کی افسوسناک اور شرمناک صورتِ حال پیدا کرتی ہے۔ وہ لوگ جو اس خرابی میں عوام کو مبتلا کرتے ہیں اور بزعم خویش عالم دین اور مذہبی راہ نما ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ظاہری شکل و لباس بھی جن کا بہت شرعی اور مقدس ہوتا ہے نہیں جانتے کہ یہ ساری بربادی اور شورش، ہنگامہ اور غارت گری ان کے اعمال نامہ میں درج ہوتی ہے۔ اور اگر روزِ حساب کا ان کا کوئی تصور ہے تو یقیناً اس پر اس امتِ خیر کو ایک انبوہ شر میں تبدیل کر دینے کا الزام ہوگا جس کا نہ معلوم وہ کیا جواب دیں گے اور نہ معلوم اس سے کس طرح اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بری کرا سکیں گے۔

لیکن آخرت ہر شخص کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہونے کے باوجود انسان کے ذہن سے بہت دور رہتی ہے۔ اس کا احساس و ادراک اگر ہو جائے تو پھر اس سے بہتر تو کوئی بات ہی نہیں۔ البتہ مدہوشی کے اس عالم میں جو اس وقت دیکھنے میں آ رہا ہے کم از کم اس کا ہی شعور ہو سکتا کہ ہمارے علماء خرابی کو خود بھی دیکھ سکتے ..... ہمارے علماء اور دینی راہ نما جو اپنی تاریخ کے محبوس اور غلام ہیں اور جنہوں نے دین پر شخصیات اور احکام الٰہی پر واقعات کو فوقیت دی ہوئی ہے، نہیں سوچتے کہ ہر آنے والا دن ملک اور قوم کو نئے خطرات اور نئے دشمنوں سے دوچار کر رہا ہے۔ ان حضرات کی کم فہمی اور کلامی بحثوں، خود پسندیوں اور ہوسناکیوں سے جو انتشار اور خرابی پیدا ہو رہی ہے وہ قوم کے عقائد کو کمزور، لادینیت کو طاقتور اور دین کی بنیادوں کی بیخ کنی کر رہی ہے۔"

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۸ جون ۱۹۸۴ء ص۳)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں (منیجر)

یادِ رفتگاں

مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ مرحوم

از مکرم عبدالشکور صاحب شاہد کراچی

۱۲ جون کی شب مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب مرحوم اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جن کے جدِ امجد حضرت مولوی عبداللہ صاحب آف کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ ہر ایک سال کم از کم یکصد غیر از جماعت احباب کو احمدیت میں داخل کرنے کا شرف حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب موصوف سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ان پر سلامتی نازل فرمائے) کے عاشق صادق فدائی جاں نثار رفقاء میں سے تھے۔

مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ مرحوم (ابن مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب) حضرت مولوی عبداللہ صاحب موصوف کے پوتے تھے۔ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ مرحوم بڑے وجیہہ زیرک خوش اخلاق مہمان نواز مخلص احمدی اور اپنے علاقہ کے زمینداروں میں خاص اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی ذاتی کوشش سے اپنے گاؤں اور اپنے علاقہ میں ہائی سکول ہسپتال زنانہ مردانہ پختہ سڑکیں اور کئی قسم کے رفاہی کام کروائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

باوجودیکہ گھر میں خدا کا دیا سب کچھ تھا۔ مگر باجوہ صاحب مرحوم میں عام زمینداروں کی طرح حقہ سگریٹ پینے پلانے وغیرہ کی کوئی فضول عادت نہ تھی بلکہ اکثر کفایت شعاری سے کام لیتے تھے۔ مربیان کرام اور سلسلہ کے علماء صاحبان، ناظران اور وکلاء عظام کی بہت عزت کرتے ان کی مہمان نوازی سے خوش ہوتے تھے۔ جب سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے دوستوں کو تحریک جدید کے معاونین خاص بڑھانے کی تحریک فرمائی تو ہم نے اس کے لئے بعض متمول دوستوں کے نام لکھے تاکہ ان کو تحریک کی جائے اتفاق سے مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال ربوہ بھی اسی سلسلہ میں دورہ پر تشریف لائے اور ہم نے ان کے پاس چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ کا نام لیا تو انہوں نے فرمایا کہ چلو ان کے پاس تو ضرور چلنا ہے وہ میرے سیالکوٹ کالج میں کلاس فیلو تھے چنانچہ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب مرحوم فوری طور پر معاونین خاص میں ایک ہزار روپے سے زائد وعدہ کر کے شامل ہو گئے۔ مکرم چوہدری صاحب مرحوم نے ساہیوال کینال کالونی میں کوٹھی تعمیر کی تو خاک رکھ تحریک پر وہاں نماز باجماعت کا سنٹر مقرر کیا گیا۔ وہ خود بھی اور ان کے بچے بھی نماز باجماعت میں شریک ہوتے رہے۔ اپنی زمینوں میں کام کرنے والوں کے ساتھ بڑی خوش اسلوبی سے پیش آتے اور حتی الوسع ان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ خاکسار کے سامنے انہوں نے کئی مرتبہ ذکر کیا کہ میرے بڑے بھائی مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ بڑے ہونے کی وجہ سے بڑے قابل احترام ہیں۔ مگر میں ان کی اس لئے زیادہ عزت کرتا ہوں کہ یہ امیر جماعت ہیں اور دین کی خدمت کرتے ہیں اور اس لحاظ سے میں ان کی ہر قسم کی اطاعت کرنا باعثِ شرف سمجھتا ہوں۔

مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ چھ بھائی چار بھائی تھے۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب نمبردار اور چوہدری اقبال احمد صاحب ان سے پہلے وفات پا چکے ہیں اب مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع ساہیوال دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق بخشے آمین۔

مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ مرحوم کے تین بیٹے ہیں ایک بیٹا شاہد نصیر صاحب ایڈووکیٹ ساہیوال ہیں ان کی شادی مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع ساہیوال کی صاحبزادی سے ہوئی ہے اور صاحب اولاد ہیں۔ دوسرے دو بیٹے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دو بیٹیاں ہیں۔ بڑی بیٹی کی شادی مکرم میجر چوہدری طارق صاحب سے ہوئی ان کے بھی بچے ہیں دوسری بیٹی کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ ان کے سب بچے اپنے باپ کے نقشِ قدم پر ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام بخشے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی طاقت عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اعلان

موصیہ مکرمہ طیبہ شفاعت صاحبہ وصیت نمبر 19352 زوجہ مکرم میجر شفاعت حسین صاحب ساکن لاہور چھاؤنی کا موجودہ پتہ مطلوب ہے اگر موصیہ اس اعلان کو خود پڑھے یا موصیہ کے کسی عزیز کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو ناظم صاحب تشخیص جائیداد کو فوری مطلع کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعزیتی قرارداد

بروفات مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب مرحوم

ہم ممبرات مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب کی وفات پر انتہائی دکھ اور غم کا اظہار کرتی ہیں۔

مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب مرحوم و مغفور حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے فرزند اصغر اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے داماد تھے۔ آپ نے دنیاوی تعلیم حاصل کر کے اپنی جائیداد کا کام سنبھالا۔ آپ بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے صاحبزادے مکرم منصور احمد خان صاحب کو خدمت دین کے لئے وقف کیا۔

مکرم نواب منصور احمد خان صاحب نے متعدد بیرونی ممالک میں دینی فرائض سرانجام دیئے اور آجکل بھی خدمت دین میں مصروف ہیں۔

مکرم نواب مسعود احمد صاحب نہایت ملنسار، منکسر المزاج، عزیزوں اور غیروں سے بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ مرکزیہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ، مکرمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ، بیگم نواب مسعود احمد خان صاحب۔ آپ کے بیٹوں، بیٹیوں، افراد خاندان حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور حضرت میر محمد اسماعیل صاحب سے تعزیت کا اظہار کرتی ہیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص سے نوازے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے آپ کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے اوصاف حسنہ کا وارث بنائے۔ (آمین)

(ممبرات مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

● میرے ماموں جان محترم سید ناصر احمد بخاری ابن سید محمد ہاشم بخاری مرحوم سابق مربی غانا مختصر علالت کے بعد مورخہ ۴ جولائی ۱۹۸۴ء بعد دوپہر ۱/۲ ۱۲ بجے جہلم میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم تقریباً دس سال تک سیرالیون مشن کے سکول میں خدمت بجا لاتے رہے نہایت خوش اخلاق۔ ملنسار اور سلسلہ کا درد رکھنے والے تھے۔ اور آخری دم تک سلسلہ کی خدمت میں کوشاں رہے۔ جماعت کے لئے مرحوم ایک نہایت اہم وجود تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بچی بعمر پانچ سال سیدہ تحانتہ ناصر یادگار چھوڑی ہے۔

احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں نمایاں جگہ دے اور پسماندگان خصوصی طور پر ان کی والدہ صاحبہ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین!

(سید عبدالسلام باسط ابن سید عبدالباسط دارالنصر ربوہ)

● میرے برادر نسبتی عزیز منظور احمد ابن شیخ عبدالغفور مرحوم آف گجرات شہر بقضائے الٰہی مورخہ ۱۳/۷/۸۴ بروز جمعۃ المبارک دل کا دورہ پڑنے سے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن!

عزیز نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ تین معصوم بچے اور ضعیف العمر ماں اور پانچ بہنیں اور چار بھائی چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ عزیز کی بلندیٔ درجات اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دردِ دل سے دعا کریں اور یہ کہ عزیز کی بیوہ اور یتیم بچوں کا اللہ تعالیٰ خود حافظ و ناصر اور کفیل ہو۔

(غلام احمد خان سیکرٹری ایریا۔ ربوہ)

پتہ درکار ہے

مکرمہ سیدہ فہمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ سید مختار احمد صاحب وصیت نمبر 11343 سابقہ پتہ شاہ مسکین ڈ.م۔ شرقپور ضلع شیخوپورہ کا موجودہ پتہ درکار ہے۔ اگر کسی دوست کو یا خود موصیہ یہ اعلان پڑھیں یا سنیں تو اپنے موجودہ پتہ سے اطلاع دیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

پنجاب یونیورسٹی کا گذشتہ سال کا میرٹ

① **M.B.A:-** کل نمبر + ۲۰ (اگر C.C.N) + ۲۰ (اگر Math پڑھا ہو) + ۲۰ (اگر شماریات پڑھی ہو) میرٹ تقریباً ۵۶۰ تک ہوگا۔

② **شماریات:-** تقریباً ان تمام طلباء کا داخلہ ہو جائے گا جنہوں نے شماریات کے ساتھ ڈبل میتھ پڑھا ہوگا۔

③ **کیمسٹری:-** شعبہ کیمیا میں آدھی نشستیں ایسے طلباء کے لئے ہیں جنہوں نے بی ایس سی میں کیمسٹری کے ساتھ میتھ نہیں پڑھا اُن کا میرٹ ۴۴۰ کے قریب ہوگا۔ جبکہ وہ طلباء جنہوں نے میتھ کے ساتھ کیمسٹری پڑھی ہوگی اُن کا میرٹ تقریباً ۳۱۰ ہوگا۔

④ **صحافت:-** کل نمبر + ۵۰ نمبر اگر جرنلزم لازمی پڑھا ہو / ۲۵ نمبر اگر جرنلزم آپشنل پڑھا ہو + ۱۰ نمبر بی۔اے میں کوئی سوشل سائنس پڑھی ہو میرٹ تقریباً ۴۶۰ ہو سکتا ہے۔

⑤ **سوشیالوجی:-** داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ بی۔اے میں سوشیالوجی یا اکنامکس سیاسیات، سائیکالوجی + تاریخ + سوشل ورک + اسلامیات + ہوم اکنامکس + فلاسفی + سوشیالوجی یا دیگر کسی سوشل سائنس کے نمبر + ۲۰ نمبر اگر سوشیالوجی یا دیگر کسی سوشل سائنس کے نمبر + ۲۰ نمبر اگر سوشیالوجی پڑھی ہے + ۲۰ (C.C.N)

⑥ **معاشیات:-** بی۔اے میں اکنامکس میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن لازمی کل نمبر + اکنامکس کے نمبر دو گنا + State/MATH پڑھنے کے ۱۰ سے لے کر ۵۰ نمبر اضافی نمبر یعنی اگر بی۔اے میں State/Math میں ۱۲۰ سے زیادہ نمبر ہیں تو ۵۰ اگر ۹۰ سے ۱۱۹ تک ہیں تو تیس اور ۹۰ سے کم ہوں تو ۱۰ نمبر جمع کریں۔ میرٹ تقریباً ۶۶۰ ہوگا۔

⑦ **میتھ:-** کل نمبر ۲۰ + (N.C.C) + Math-A + Math B مجموعی نمبر ۵۱۵ سے زیادہ بننے چاہئیں۔

درج ذیل شعبہ جات کا میرٹ کل نمبر + ۲۰ (N-C-C) سے مل کر میرٹ بنے گا۔

۱	ایم۔بی۔اے — ۴۹۰	۲	لائبریری سائنس — ۴۴۰	۳	عربی — ۳۷۰	۴	پنجابی — ۳۰۰
۵	ایف۔ای۔ایل — ۳۶۴	۶	فلسفہ — ۳۵۰	۷	کیمسٹری بغیر میتھ — ۴۴۰ میتھ کے ساتھ — ۳۱۰		

درج ذیل شعبہ جات کا میرٹ گریجوایشن میں حاصل کردہ نمبر اور متعلقہ مضمون کے نمبر ملا کر بنایا جاتا ہے۔

۱	اطلاقی نفسیات: ۵۶۰	۲	تاریخ: ۴۶۰	۳	فزکس: ۵۳۰		
۴	جغرافیہ: ۴۷۰	۵	اردو: ۴۱۰	۶	سیاسیات: ۵۰۰		
۷	باٹنی: ۵۳۰	۸	اسلامیات: ۵۵۰	۹	سوشل ورک: ۴۸۰		
۱۰	زوالوجی: ۵۳۰	۱۱	فائن آرٹس: ۵۱۲	۱۲	انگلش: ۵۷۰		

(خالد محمود ظہور خاں کمرہ ۴۷ محمد بن قاسم ہال اولڈ کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور)

شکریہ احباب

میرے داماد ادریس احمد ابن محمد اسماعیل صاحب سابق ڈرائیور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری محلہ دارالیمن ربوہ کی وفات حسرت آیات پر بہت سے احباب نے میرے گھر پر تشریف لا کر اور بذریعہ خطوط ہمارے ساتھ تعزیت فرمائی ہے۔

بذریعہ اخبار الفضل خاکسار ان سب احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اور درخواست دعا کرتا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ڈاکٹر عبدالرحمٰن۔ دلی بازار۔ کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو شخص صرف خدا کو اپنا ملجا اور ماویٰ سمجھتا ہے اُس کی دُعا ضرور سُنی جاتی ہے

خدا اپنے بندے کی مدد سے غافل نہیں ہوتا وہ اس سے ایسی محبت کا سلوک کرتا ہے کہ اُس کے تمام دُکھ دُور ہو جاتے ہیں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہ سورۂ نمل کی آیت ۶۳ کے ایک حصہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ کی پُر معارف تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول کی جاتی ہے جس کے کرتے وقت بندہ اس رنگ میں اس کے سامنے حاضر ہوتا ہے کہ اسے یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے میرے لئے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ یہی وہ مضطر کی حالت ہے جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ یعنی اے خدا تیرے عذاب اور تیری طرف سے آنے والے ابتلاؤں سے کوئی پناہ کی جگہ نہیں سوائے اسکے کہ میں سب طرف سے مایوس ہو کر اور آنکھیں بند کر کے تیری طرف آجاؤں تو لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ والی جو حالت ہے یہی اضطرار کی کیفیت ہے اور جب خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ کہا کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ملجا و ماویٰ نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا ملجا قرار نہیں دیتا ضرور سنی جاتی ہے.....

.....

تو جب تک انسان کے اندر یہ یقین پیدا نہ ہو کہ ہر قسم کے اضطرار کی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کام آتا ہے اس وقت تک وہ مضطر نہیں کہلا سکتا۔ مگر بہرحال جب وہ مضطر ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو خدا اس کے پاس دوڑتے ہوئے آجاتا ہے اور اس کی ہر تکلیف اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے... پس فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ جب انسان خدا تعالیٰ کے حضور مضطر ہو کر فریاد کرتا ہے۔ جب کوئی اس کے پاس نہیں ہوتا تو اس وقت کون اس کی مدد کے لئے آتا ہے دنیا غافل ہوتی ہے مگر خدا اپنے بندے کی مدد سے غافل نہیں ہوتا وہ خود آتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندے میں تیری مدد کے لئے آگیا ہوں اور پھر وہ اس سے ایسی محبت اور پیار کا سلوک کرتا ہے کہ اس کا ہر دکھ دور ہو جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ ۳ صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۹)

درخواست دعا

برادرم محمود ناصر ثاقب متعلم جامعہ احمدیہ کی والدہ صاحبہ کچھ عرصہ سے سخت بیمار ہیں۔ آج کل H.N. C. کھاریاں میں زیر علاج ہیں۔ چند دنوں سے طبیعت زیادہ خراب ہے اور کئی مرتبہ آکسیجن بھی دی گئی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ شفا کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(مبشر احمد ایاز۔ متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

اطفال بھائیو

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

اطفال الاحمدیہ کی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ وہ احمدی اخلاق سیکھیں۔ نیکی کے کام بجالائیں اور پابندیٔ نماز کی عادت ڈالیں۔

(سیکرٹری تربیت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

بقیہ "ارشاداتِ عالیہ" (صفحہ اوّل سے آگے)

"یاد رکھو کہ یہ دُعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی رُوح پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اُس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ بابِ اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے یہ ذریعہ سب سے بڑھ کر زبردست ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۶۳)

فضلِ عمر ہسپتال میں آسامیاں خالی ہیں:

فضل عمر ہسپتال میں درج ذیل آسامیاں خالی ہیں۔ ان پر کام کرنے کے خواہشمند احباب و بہنیں اپنی جماعت کے صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ درخواستیں ارسال فرمائیں۔

(۱) OBSTETRICS REGIST RAR. زنانہ امراض میں تجربہ رکھنے والی ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹر۔

(۲) ہاؤس سرجن۔ سرجیکل سپیشلسٹ کے ساتھ کام کرنے کے لئے نئے پاس شدہ۔ ایم بی بی ایس ڈاکٹرز

(۳) سٹاف نرسز اور میل نرسز، متعدد آسامیاں اسٹاف نرس کے ڈپلومہ ہولڈر درخواست دیں۔

تنخواہ اور دیگر مراعات حسب لیاقت و استعداد دی جائیں گی۔

(چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

بقیہ پٹیشن صفحہ اوّل

افراد نے دائر کی ہے جس میں احمدیوں کے خلاف آرڈی نینس کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا ہے کہ یہ قرآن و سنت کے خلاف ہے اس لئے اسے کالعدم قرار دیا جائے۔

پروفیسر قاضی حبیب الرحمٰن صدر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی نے جو کہ اس عدالت کے معاونین میں سے ایک ہیں۔ آج ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک اور پھر ۱۱½ بجے سے ۱½ بجے تک اپنے دلائل پیش کئے وہ اپنے دلائل کل بھی جاری رکھیں گے

مسٹر محمود احمد غازی پروفیسر اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد جو کہ عدالت کے معاون ہیں اور جن کو عدالت کی مدد کرنے کے لئے بلایا گیا ہے وہ ۲۳ جولائی کو عدالت سے خطاب کریں گے۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

fly the British way
We'll take more care of you.
INFORMATION OFFICE PHONE : 493
British airways
AL-MAHMUD
AQSA ROAD, RABWAH.